مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درس حدیث

دین کی خاطر صحابہ کے فاقے حضرت سعدؓ کے کارنامے
"کوفہ" اور "بصرہ" کی فوجی اور جغرافیائی اہمیت

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۶ سائیڈ اے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد وّاٰلہ واصحابہ اجمعین

امابعد! حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ذکر تھا، وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حیات تھے۔ مدینہ منورہ ہی میں موجود تھے۔

حضرت سعدؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے حضرت علیؓ سے اتّفاق تو فرمایا مگر بیعت نہیں کی تھی

لیکن ایک قاعدہ چلا آیا ہے بیعت کا اور ساتھ دینے کا کہ اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اتّفاق رائے تو کیا لیکن بیعت نہیں کی، اسی طرح حضرت عبد اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اُن کا بھی یہی ہُوا کہ اتّفاق کیا بیعت نہیں کی۔

بعد میں بھی اس کی مثال ملتی ہے

ایسی مثال بعد میں بھی ملی ہے۔ مثلاً ۶۵ھ ۶۶ھ کے لگ بھگ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ نے خلافت کا اپنے لیے دعوٰی کیا، حضرت عبد اللہ بن عبّاسؓ وہاں تھے وہاں رہے اُنھوں نے بیعت کو کہا لیکن اُنھوں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی بیعت نہیں ہُوئے۔

اس کی وجہ مرتبہ کی کمی نہیں تھی

اور وجہ یہ نہیں تھی کہ خدانخواستہ اُن کی نظر میں اُن کا مقام کم تھا بلکہ حضرت عبد اللہ بن عبّاسؓ فرماتے ہیں کہ اَیْنَ بِھٰذَا الْاَمْرِ عنہ اس معاملہ میں اگر میں اُنھیں نہیں مانوں گا تو کس کو مانوں گا۔ یہ زُبیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جو حواری تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور رسول اللہ صلّی

اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ خدیجہ بنت خُوَیلد سے زبیر بن العوام بن خُویلد کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ کے ذریعہ بھی ایک رشتہ بنتا تھا اور پھر عَفِیْفٌ فِی الْاِسْلَامِ اور یہ پیدا ہی مُسلمان ہوئے اور اُسی پر رہے تو تمام خُوبیاں اِن میں جمع ہیں اُن کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں تو اِس طرح سے اتنی خُوبیوں والے آدمی کو چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گا اور کون ہو سکتا ہے۔

بیعت میں تأمُّل کی ایک اور وجہ

لیکن معاملہ یہ ہے کہ جس وقت تک مستقل نہ ہُوئی ہو خلافت اسوقت تک بیعت ہونا ضروری نہیں ہوتا، جب خلافت جم جائے پھر بیعت ہونا ضروری ہو جاتا ہے اور بیعت ہونے کے بعد آسانی سے توڑ بھی نہیں سکتے اُس بیعت کو جب تک کہ خلافِ شرع کام اُس آدمی سے نہ دیکھا جائے، تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباسؓ کی ان باتوں کو نہیں سمجھے اور اُنھوں نے اس معاملہ میں یہ سمجھا کہ یہ مجھے نہیں چاہتے اُنھوں نے کہا یہ بات نہیں ہے میں چاہتا ہوں اور آپ سے بہتر آدمی کوئی نہیں ہے یہ یزید کے انتقال کے بعد کی بات ہے۔

حضرت سعدؓ اور ابن عمرؓ نے بھی لڑائی میں حضرت علیؓ کا ساتھ نہیں دیا

بالکل اسی طرح حضرت سعد بن مالک یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر اِن دونوں نے ساتھ نہیں دیا۔ لڑائی میں شریک ہونے کا حکم نہیں مانا حضرت علیؓ کا، کہ میرے ساتھ لڑائی میں بھی شامل ہوں۔ یہ نہیں کیا۔

مگر حضرت علیؓ نے بُرا نہ مانا اور اُن کو معذور جانا

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بُرا بھی نہیں مانا بلکہ فرماتے تھے لِلّٰہِ مَنْزِلٌ نَزَلَہٗ سَعْدٌ وَابْنُ عُمَرَ یعنی کیا عمدہ مقام (موقف) اُنھوں نے اختیار کیا ہے اور بہتر ہے وہ ٹھیک ہے وہ بھی اپنی جگہ کیوں؟

حضرت علیؓ کی اعلیٰ ظرفی اور لطافت

وہ کہتے ہیں کہ اِنْ کَانَ ذَنْبًا اِنَّہٗ لَصَغِیْرٌ اگر یہ گناہ ہے میری بات نہ ماننا اور لڑائی میں شامل نہ ہونا تو چھوٹی قسم کا گناہ ہے اِنْ کَانَ حَسَنًا اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اور اگر میرے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل نہ ہونا نیکی ہے تو بڑی نیکی ہے تو اِن کو انھوں نے معذور سمجھا اور نہیں اصلاح کی۔

اسی طرح حضرت اُسامہؓ حضرت علیؓ سے متفق تھے مگر لڑائی میں اُن کے ساتھ شامل نہیں ہُوئے

اسی طریقہ پر کئی ایک حضرات ہیں حضرت اُسامہؓ اِن کا ایک قصہ پیش آگیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک جگہ بھیجا (لشکر میں) جب مغلوب ہونے لگے وہ لوگ تو کہنے لگے کہ ہم مُسلمان ہوتے ہیں کلمہ پڑھنے لگے تو ایک آدمی پر اُنھوں نے وار کیا اور ایک انصاری صحابی تھے اُنھوں نے بھی وار کیا تو اُس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو انصاری جو تھے وہ تو رُک گئے۔ مگر انھوں نے اُسے نہیں چھوڑا مار دیا یہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت زیدؓ کے بیٹے بالکل نوعمُر

لڑائی میں شامل نہ ہونے کی وجہ

بہرحال جب یہ واپس آئے ہیں وہاں سے تو پھر یہ قصّہ پیش ہوا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی افسوس کیا اور بار بار فرماتے رہے اَقَتَلْتَہٗ بَعْدَ اَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا اُس نے پھر بھی تم نے مار دیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے اتنی ندامت ہوئی کہ اگر مَیں آج مُسلمان ہُوا ہوتا تو یہ بہتر تھا بہ نسبت اس کے کہ مَیں اتنی تکلیف کا باعث بنا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو آپ نے اُن کو منع فرما دیا کسی مُسلمان پر ہتھیار اُٹھانے سے اَب یہ ہُوا کہ وہ تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مگر لڑائی میں شامل نہیں ہُوئے اپنے خاص آدمی کو بھیجا کہ کوفہ جاؤ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملو اور کہو کہ میرا جو وظیفہ ہوتا ہے بیت المال سے وہ عنایت فرما دیں اور جب تم جاؤ گے تو وہ کہیں گے ضرور کہ میرے ساتھ لڑائی میں کیوں نہیں آئے تو اُن سے یہ کہنا کہ لَوْ کُنْتَ فِیْ شِدْقِ الاسد لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَعَکَ اگر آپ شیر کے جبڑے میں ہوتے تو میری خواہش یہ ہوتی کہ وہاں بھی آپ کے ساتھ ہوتا لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں مَیں بالکل مجبور ہوں۔

ان کی مجبوری ان کی ذات کی حد تک واقعی بھی اس کو گوارا کیا گیا ہے

اور واقعی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کسی صحابی کو کچھ ہوجائے تو پھر وہ لڑائی میں شامل نہیں ہوگا، جو فرما دیا آپ نے پھر وہ ساری عمر اُسی پر عمل کرتا رہا ہے اور اُسی پر وہ جمے رہا ہے جو صحابی بھی ہو، تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ماننا الگ بات ہے اُن کو خلیفہ تسلیم کرلینا الگ بات ہے اُن سے وظیفہ طلب کرنا یہ بھی ہے مگر (اس کے باوجود) لڑائی میں شامل نہیں ہُوئے۔ یہ بھی ہے۔ اُس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوارا کیا۔ اُنھوں نے اس اختلاف کی گنجائش چھوڑی بلکہ فرماتے ہیں کہ لِلّٰہِ مَنْزِلٌ نَزَلَہٗ سَعْدٌ وَابْنُ عُمَرَ بہت اچھا مقام اُنھوں نے اختیار کیا، اگر گناہ ہے میری نہ ماننی تو یہ چھوٹا گناہ ہے اور اگر نیکی ہے کہ دوسرے سامنے مسلمان

ہی ہیں مقابلے میں تو پھر یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

اعلیٰ درجہ کے منصف اور اس کی وجہ

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مُنصف ہونے کی بات ہے کیونکہ اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا تھا کہ علی رضؓ میں فیصلے کی اہلیت بہت عمدہ ہے اور فیصلے کی اہلیّت اُسی میں ہوتی ہے جو بہت ٹھنڈے دماغ کا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بخاری میں آتا ہے۔ دو جگہ تقریباً ہے کہ اَقْضَانَا عَلِیٌّ ہم میں سب میں عمدہ فیصلہ دینے والے علی رضؓ ہیں۔ فیصلے میں تو ایک ایک چیز کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ذرا بھی کہیں بھی زیادتی نہ ہو، جس درجہ میں جو چیز ہے اُسی درجہ میں رکھنی پڑے گی، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعدؓ کی تعریف کی اور ان کے بارے میں کچھ حالات پہلے عرض کر چکا ہوں، اِسی درمیان ذکر آیا تھا حضرت ابو عُبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کا جو عشرہ مبشرہ میں ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر آیا تھا کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ گئے تھے وہاں قادسیہ ایران کا علاقہ ہے، عراق کا وہ حصّہ جو ایران کے ساتھ تھا وہ حصّہ انہی کا فتح کیا ہوا ہے۔ اُس کے بعد اُن کی طاقت اتنی بڑھی کہ کسی بھی جگہ جمع نہیں ہوئے اتنی تعداد میں جتنی بڑی طاقت قادسیہ کے مقام پر تھی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرّر کیا تھا۔

حضرت خالدؓ اور حضرت مُثنّیٰؓ کو واپس بُلانا اور اسکی حکمت

اور حضرت مُثنّیٰؓ کو بلا لیا تھا جو میں نے عرض کی تھی کہ حضرت مُثنّیٰؓ اور حضرت خالد دونوں کے بارے میں رضی اللہ عنہما یہ خیال ہونے لگا تھا کہ یہ بہترین جنرل ہیں حالانکہ بہترین جنرل ہونے سے کامیابی نہیں ہوتی، کامیابی تو خُدا سے اور اُس کی مدد سے ہوتی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اِنہیں ہٹایا تو اُنھوں نے کہا لوگوں کو یہ واضح طرح معلوم ہو جائے کہ اَنَّ اللّٰہَ نَاصِرُ دِیْنِہٖ کہ مدد کرنے والا اپنے دین کی خُدا ہے اور وہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اس وجہ سے مخالفت کی۔

حضرت عمر رضؓ مالی اُمور پر گہری نگاہ رکھتے تھے

اور دوسری وجہ وہ یہ تھی کہ ان کے ذہن میں اتنی زیادہ مالی احتیاط تھی کہ جتنی آپ کے خیال میں بھی نہیں آسکتی

وہ ہر ہر چیز میں معمولی معمولی باتوں میں مالیات پر نظر رکھتے تھے اپنے حکام پر نظر رکھتے تھے۔ فضول خرچی نہ ہونے پائے۔ آرام طلبی نہ ہونے پائے، یہ نہ ہو، وہ نہ ہو یہ اُن کی نظر میں یہ دیکھ بھال بڑی ضروری تھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ولیوں سے بڑے ہیں ولی اُس مقام کو نہیں پہنچ سکتا اور باکرامت صحابی ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی کرامت

میں دیکھ رہا تھا "کتاب الخراج" امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی خود اپنے دستِ مبارک سے تحریر کی ہوئی ہے اُس میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ (خالد بن ولیدؓ) جب گئے ہیں عراق کے علاقہ میں فتوحات کرتے ہوئے تو ایک جگہ پہنچے وہاں ایک بوڑھا آدمی قلعے سے باہر آیا اور باتیں کرنے لگا انھوں نے پوچھا تمہارے پاس یہ کیا چیز ہے اُس نے کہا یہ زہر ہے، کہا یہ کس لیے لائے ہو کہا آپ سے گفتگو کرنے کے لیے آیا ہوں اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تب تو اپنے لوگوں میں جاؤں گا واپس اور اگر میرا مقصد پورا نہ ہوسکا میں آپ کو قائل نہ کرسکا اور اُن کی طرف سے نمائندگی میں مجھے کامیابی نہ ہوئی تو اُن کے سامنے ہی نہیں جاؤں گا، زہر پی لوں گا یہ زہر کھا لوں گا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی دکھاؤ یہ زہر کیسا ہے وہ لیا آپ نے اور بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اتنا ہی نقل فرمایا ہے کہ اُنھوں نے یہ کلمات کہے کہ اللہ کا نام لے کر کہ جس کے نام سے کوئی چیز زمین میں اور آسمان میں نقصان نہیں دیتی۔ یہ ترجمہ ہے اِس کا اور وہ خود اپنے آپ زہر کھا لیا تو کچھ بھی نہ ہوا، وہ گیا واپس اور جا کر کہا کہ یہ قصہ پیش آیا گویا یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے اُوپر زہر اثر نہیں کرتا پھر اُن لوگوں نے اطاعت قبول کی جزیہ دینا قبول کیا۔

اُن کو معزول کرنے کی وجہ خیانت نہیں تھی بلکہ حکمت عملی تھی

بیشتر جگہوں پر جہاں تشریف لے گئے فتوحات ہوئیں وہاں اُن کے قلعے گرا دیے گئے تاکہ دوبارہ وہ قلعہ بندی نہ کرسکیں بغاوت نہ کرسکیں اُن کی جگہوں کو کھلا کر دیا، کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ اُنھوں نے قلعے بھی چھوڑ دیے تو خدانخواستہ ایسا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کوئی مالی خیانت کی ہوگی یہ نہیں۔ حضرت مُثنّٰیؓ ابن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کوئی مالی خیانت کی ہوگی جس پہ اعتراض ہوا ہو اُنھیں یہ بات نہیں ہے بلکہ اپنے حصہ میں جو چیز آتی تھی . . .

توحضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کا استعمال بھی دیکھا ہے کہ یہ کیسے کرتے ہیں؟ اور یہ اُنھوں نے دیکھا ہے کہ یہ ایسی جگہ ہیں کہ جہاں دوسرے اِن سے یہ چیزیں سیکھیں گے اور یہ ایسی جگہ ہیں کہ دوسرے ان کو نہ پہچانیں اگر تو وہ غلط تصوّر کر سکتے ہیں تو اُنھوں نے اس لیے گرفت فرمائی تھی ورنہ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا کہ اُنھوں نے خیانت کی ہو۔ ناجائز مال لیا ہو، ہرگز نہیں۔

زکوٰۃ پیشگی بھی دی جا سکتی ہے حضرت خالد رض کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں ایسا ہُوا تھا کہ آپ نے بھیجا تھا کہ جاؤ زکوٰۃ لے کر آؤ، ایک آدمی نے آکر کہہ دیا کہ خالد نے تو نہیں دی ایک اور تھے اُنھوں نے بھی نہیں دی ایک اور تھے اُنھوں نے بھی نہیں دی۔ یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا عبّاس نے بھی نہیں تو تین آدمیوں کا نام لیا، تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک کے بارے میں تو فرمایا کہ یہ تمہاری بات ٹھیک ہے اور اُس کے بارے میں بُرے کلمات ادا فرمائے اور خالد رض کے بارے میں فرمایا کہ فانکم تظلمون خالدا (او کما قال علیہ السلام) یہ تم زیادتی کر رہے ہو کیونکہ انھوں نے تو اپنے ہتھیار اور جو سلاح ہے وہ سامان سارا کچھ خُدا کی راہ میں خرچ کر رکھا ہے، ہے ہی نہیں اُن کے پاس دیں گے کیا اور عبّاس رض کا نام لیا تو فرمایا کہ یہ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ یہ رسول اللہ کے چچا ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دے چکے ہیں۔ خفیۃً دے چکے ہیں تو اُن سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ڈبل لے لی تھی۔ زکوٰۃ ایک سال کی مزید پیشگی لے لی تھی۔ اس کا پتہ عام لوگوں کو نہیں تھا۔ جس کے بارے میں سخت کلمات فرمائے تو اُسے منافقین میں سے سمجھ لیا جائے یا یہ کہ تھا مُسلمان مگر زیرِ عتاب آگیا کیونکہ پھر حضرت ابوبکر رض کے زمانے میں آیا وہ شخص اور اُس نے دینی چاہی زکوٰۃ تو نہیں لی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نہیں لی، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں لی تھی اِس لیے ہم بھی نہیں لیں گے۔ یہ سارا حساب تمہارا بس اب خدا کا اور تمہارا حساب ہے ہم نہیں لے سکتے، یہ لوگ اس حال سے جس پہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی کو رکھ دیا ذرا بھی نہیں ہٹے۔ اگر اس طرح نہ کرتے تو ہم تک کیسے دین پہنچتا صحیح حالت میں، وہ بھی اسی طرح رہے ان کے بعد کے لوگ بھی پھر اور بعد کے لوگ بھی، اتنی بڑی تعداد میں بالکل صحیح طریقہ پر رہے حتّٰی کہ ہم تک دین صحیح حالت میں اللہ نے پہنچا دیا تو صحابہ رض کرام کے حالات مختلف ہیں۔

اصل مضمون کی طرف رجوع یہ صحابی بہت بڑے مجاہد ہیں، بیمار ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلّی

(بقیہ بر صفحہ ۲۰)

علیہ السّلام کے غیبی مصافحہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دل پر رقت طاری ہوتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ یہ شب جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ اکیسویں یا تیئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں ہوتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ اپنی اس تحقیق پر علماء کے اختلاف کو اس طرح منطبق فرماتے ہیں کہ اگر لیلۃ القدر سے مقدم الذکر لیلۃ القدر مراد ہو تو بے شک اُس کے لیے کوئی مہینہ معین نہیں نہ کوئی شب مقرر ہے اور اگر لیلۃ القدر سے دوسری لیلۃ القدر مُراد ہو تو وہ رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کی مذکورہ بالا تاریخوں میں ہوتی ہے۔

جو شخص شب قدر میں مذکورہ بالا کیفیت حاصل کرلے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو مندرجہ ذیل دُعا کی تلقین فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ تو آمرزگار ہے۔ معافی تجھ کو پسند ہے۔ پس مجھ کو معاف فرما۔

بقیہ : درسِ حدیث

اللہ علیہ وسلّم کے ماموں ہوتے ہیں بہت پسند تھے آپ کو، بیمار ہوگئے اور عرض کرنے لگے کہ مَیں کیا کروں، میں مکہ مکرمہ جا نہیں سکتا۔ اور میرے پاس اولاد میں بیٹی ہے مَیں چاہتا ہوں کہ اپنا مال خُدا کی راہ میں دے دوں۔

تہائی مال سے زیادہ کی وصیت دُرست نہیں

تو آپ نے فرمایا نہیں ایسے نہیں کرنا چاہیے بلکہ تمہارے بچے اگر محتاج نہ ہوں نہ ہوں کسی کے تو یہ بہتر ہے اور جب تم خُدا کی راہ میں بچّوں کو کھلاؤ گے اور نیّت خُدا کی خوشنودی یا خُدا کے حکم کی رکھو گے تو اس پر اَجر ملے گا۔ پھر عرض کیا کہ آدھا مال، تو وہ بھی آپ نے پسند نہیں فرمایا وَالثُّلُثُ بس ایک تہائی مال کے بارے میں تم وصیّت کر سکتے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ شاید تم زندہ رہو یَنْتَفِعُ بِکَ اَقْوَامٌ ویضربك اٰخَرُوْنَ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچائے اور کچھ دوسروں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اور جنگ میں تو ہوتا ہی ہے فتح ہُوئی تو مُسلمانوں کو فائدہ ہُوا اور کافروں کو شکست ہُوئی اور اللہ نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ جو کچھ بتلایا وہ پُورا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ (آمین)